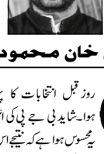

اقوال زرّیں

☐ صلہ رحمی سے عمر اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔
☐ جو زکوٰۃ روک لیتا ہے، اس کے مال کی حفاظت روک لی جاتی ہے۔
☐ ہمیشہ کی ندامت یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کو راضی کیے بغیر مر جائے۔
☐ بچوں کی پرورش رزق حلال کے ساتھ کرو۔
☐ جب ہم نماز نہیں پڑھتے تو یہ نہ سوچیں کہ وقت نہیں ملا، بلکہ یہ سوچیں کہ ہم سے ایسی کون سی خطا ہوئی کہ اللہ نے ہمیں اپنے سامنے کھڑا کرنا بھی پسند نہیں کیا۔

رئیسی کا پاک دورہ اور عالمی سیاست

کسی ملک کے سربراہ، وزیراعظم یا صدر کے عام دوروں کی بھی اہمیت ہوتی ہے اور اگر یہ دورہ بدلے ہوئے حالات میں کیا جائے تو اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اسی لیے ایرانی صدر ابراہیم رئیسی کے پاک دورے کی بڑی اہمیت ہے۔ ایرانی صدر اس وقت پاکستان کے دورے پر گئے ہیں جب اسرائیل اور ایران کے مابین تنازعات کے بڑھنے کا اندیشہ ہے۔ روس کی وجہ سے بھی ایران، امریکہ اور یوروپی ممالک کے نشانے پر ہے۔ دراصل ان ملکوں کے لیے یوکرین جنگ کوئی عام جنگ نہیں ہے۔ یوکرین کی شکست یوروپی ممالک کے اس خوف میں اضافہ کر دے گی کہ روس نے خود کو سوویت روس کے وارسا پیکٹ کے دنوں میں لے جانے کی ابتدا کر دی ہے۔ غالباً اسی لیے امریکی کانگریس نے یوکرین کے لیے 61 ارب ڈالر کی امداد منظور کی ہے۔ امریکہ نے پاکستان کے بیلسٹک میزائل پروگرام کی 4 سپلائر کمپنیوں پر پابندی عائد کر دی ہے۔ ان کمپنیوں میں سے 3 چین کی کمپنیاں ہیں، ایک کمپنی بیلا روس کی ہے۔ امریکہ کے اس قدم سے بظاہر یہ لگتا ہے کہ اس نے پاکستان کو نشانہ بنایا ہے مگر اس نے پاکستان کے ساتھ چین اور بیلا روس کو ہی نہیں، روس کو بھی نشانہ بنایا ہے، کیونکہ ان دونوں کے روس سے مستحکم تعلقات ہیں۔ ادھر امریکی ایوان نمائندگان نے اسرائیل کے لیے 26 ارب ڈالر کی ہنگامی امداد منظور کر کے یہ اشارہ دے دیا ہے کہ ہر طرح سے اسرائیل کی مدد کرتے رہیں گے۔ ایسی صورت میں اہل غزہ سے ان کی زبانی ہمدردی کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی ہے مگر انہیں اپنا کچھ بھرم بھی رکھنا ہے تاکہ ان کی انسانیت کی باتوں پر عالمی برادری کا اعتماد بالکل ہی ختم نہ ہو۔ یہ بات الگ ہے کہ غزہ کے معاملے میں عالمی برادری نے امریکہ اور بیشتر یوروپی ملکوں کی اصل انسانیت دیکھ لی ہے، یہ سمجھ لیا ہے کہ ان کے نزدیک انسان کون ہے، کن لوگوں کی جانوں کی اہمیت نہیں ہے۔ عالمی برادری نے یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ شام میں ایرانی سفارتخانے پر حملے کی مذمت امریکہ اور اس کے اتحادی ملکوں نے نہیں کی لیکن اسرائیل پر اس کے حملے کی مذمت کرنے میں ان کی طرف سے تاخیر نہیں کی گئی۔ اس حملے کا جواب دے کر اسرائیل نے یہ اشارہ دے دیا ہے کہ غزہ جنگ نے اس کا حوصلہ بڑھا دیا ہے۔ اسے کسی ملک کی پروا نہیں۔ یہ صورتحال ایران کے لیے عام صورتحال نہیں ہے۔ غالباً اسی لیے ایران کے صدر ابراہیم رئیسی آج بروز پیر، 22 اپریل، 2024 کو سہ روزہ دورے پر پاکستان گئے ہیں۔ اس دورے کے پہلے ہی دن ایران اور پاکستان کے مابین 8 معاہدوں اور مفاہمت کی یادداشتوں پر دستخط ہوئے۔ ان میں دونوں ملکوں کے درمیان سیکورٹی تعاون کا معاہدہ بھی شامل ہے۔

پاکستان کے وزیراعظم شہباز شریف کا کہنا ہے کہ ایرانی صدر ابراہیم رئیسی سے ان کی 'تمام شعبوں میں تفصیلی گفتگو ہوئی۔ ایران اور پاکستان کے تعلقات صرف 76 سال سے نہیں، پاکستان کو سب سے پہلے ایران نے تسلیم کیا۔' یہ باتیں اپنی جگہ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ابھی چند مہینے پہلے ہی ایران اور پاکستان کے درمیان تعلقات کافی تلخ ہو گئے تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا تھا، ان حملوں کو 'دہشت گردوں کے خلاف کارروائی' قرار دیا تھا۔ اس وقت یہ امید نہیں کی جا سکتی تھی کہ ایران کے صدر رئیسی اتنی جلدی پاک دورے پر جائیں گے مگر ایران کے اسرائیل سے تنازع نے حالات بدل دیے ہیں۔ ایران، پاکستان سے بگاڑ کر رکھنا نہیں چاہتا۔ غالباً چین بھی یہی چاہتا ہے۔ ایرانی صدر ابراہیم رئیسی کا پاکستان آنا اور آج ہی رات سابق پاک وزیراعظم نواز شریف کا 5 روزہ چین کے دورے کے لیے روانہ ہونے کا پروگرام کیا پہلے سے طے شدہ عام پروگرام ہے یا کچھ خاص بات ہے؟ ان حالات پر وطن عزیز ہندوستان کو گہری نظر رکھنی ہوگی۔ ایران سے اس کے اچھے تعلقات ہیں اور ان تعلقات کی ایران کی طرح ہی اس کے لیے بھی بڑی اہمیت ہے۔ وطن عزیز کے روس، اسرائیل اور امریکہ سے بھی مستحکم تعلقات ہیں۔ یوکرین جنگ میں اس نے مثالی غیر جانبداری دکھائی ہے مگر اسرائیل اور ایران کا تنازع اگر جنگ کی طرف بڑھ جاتا ہے، اس میں امریکہ اور اس کے اتحادی براہ راست شامل ہوتے ہیں تو ملک عزیز ہندوستان کے لیے حالات مختلف ہو جائیں گے، اس لیے دیکھنے والی بات یہ ہوگی کہ ایرانی صدر ابراہیم رئیسی کے دورۂ پاک اور نواز شریف کے دورۂ چین کا اصل مقصد کیا ہے؟ یہ دورے عالمی حالات کی کن تبدیلیوں کی طرف اشارہ ہیں؟

edit2sahara@gmail.com

"لولاک" ایک غیر مسلم شاعر کا نعتیہ نذرانہ

پروفیسر اسلم جمشید پوری

بے لاگ

'لولاک' چندر بھان خیال کی طویل نظم ہے۔ یہ نظم انہوں نے حضرت محمدؐ کی سیرت کے بیان میں قلم بند کی ہے۔ یہ نظم کتابی شکل میں پہلی بار 2002 میں فرید بک ڈپو، دہلی سے شائع ہوئی۔ آہستہ آہستہ اس نظم نے مقبولیت کے آسمان سر کرنے شروع کر دیے۔ اردو میں اس کا دوسرا ایڈیشن نعت ریسرچ سینٹر، انڈیا، سنت کبیر نگر سے 2020 میں منظر عام پر آیا۔ اب تک اس نظم کے کئی زبان میں ترجمے ہو چکے ہیں۔ ہندی، گجراتی ترجموں کی اشاعت کے علاوہ کنڑ اور مراٹھی زبان میں ترجمے عنقریب شائع ہونے والے ہیں۔ لیکن اس نظم کو اصل مقبولیت عربی، فارسی اور انگریزی تراجم سے ملے گی۔ اس طرف بھی بعض مترجموں کی کوششیں جاری ہیں۔ اس نظم کی بڑھتی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 2012 میں "لمحے لمحے" نامی رسالے (مدیر: حسیب سوز، مرحوم) نے ایک خاص نمبر "لولاک نمبر" شائع کیا تھا۔ جس میں اعلیٰ پائے کے ناقدین شمس الرحمٰن فاروقی، گوپی چند نارنگ، قمر رئیس، صادق، سید حامد، اختر الواسع، نظام صدیقی اور شعرا حضرات مخمور سعیدی، کوثر صدیقی کے علاوہ بہت سے معروف حضرات کے مضامین شامل تھے۔ کسی نظم پر نمبر کا نکلنا واقعی حیرت کی بات ہے۔

چندر بھان خیال اردو کے معروف شاعر ہیں۔ آپ اردو شاعری کو اب تک کئی مجموعے دے چکے ہیں۔ شاعری میں آپ نے معروف شاعر اور فارسی داں پنڈت رام کرشن مضطر کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ شعلوں کا شجر (نظموں کا مجموعہ)، گمشدہ آدمی کا انتظار (نظموں کا مجموعہ)، لولاک (سیرت رسولؐ پر طویل نظم)، صبح مشرق کی اذاں (مجموعہ کلام)، احساس کی آنچ (مجموعہ کلام)، تازہ ہوا کی تابشیں (مجموعہ کلام)، ہندی میں مجموعہ "سلگتی سوچ کے سائے" اور انگریزی میں ترجمہ شدہ نظموں کا مجموعہ "Under the Sun" شائع ہو چکے ہیں۔ مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ چندر بھان خیال نظم کے ماہر شاعر ہیں۔ لولاک نظم سے قبل بھی آپ بہت سی نظمیں تحریر کر چکے ہیں۔ مگر "لولاک" نے ان کو غیر معمولی شہرت عطا کی ہے۔

ایسا بھی نہیں ہے کہ اردو میں اس سے قبل حضرت محمدؐ پر طویل نظم نہ لکھی گئی ہو۔ اس سے قبل الطاف حسین حالی کی نظم "مدو جزرِ اسلام"، حفیظ جالندھری کی نظم "شاہنامہ اسلام"، عمیق حنفی کی نظم "صلصلۃ الجرس"، عبدالمنان طرزی کی کتاب "سیرت رسولؐ" وغیرہ اس سے قبل وجود میں آ چکی ہیں۔ بہت سی مختصر نظمیں حضورؐ کی شان میں ملتی ہیں۔

اس کے علاوہ لاکھوں نعتیں ملتی ہیں۔ تقریباً ہر شاعر نے ایک نعت ضرور کہی ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود چندر بھان خیال ایسے پہلے غیر مسلم شاعر ہیں، جنہوں نے حضورؐ کی شان میں ایک طویل نظم بعنوان "لولاک" تحریر کی۔ 100 صفحات میں پھیلی اس نظم میں تقریباً 780 اشعار اور 190 چار مصرعوں کے بند شامل ہیں۔ اس طویل نظم کو چھ ابواب میں منقسم کیا گیا ہے۔ اول 'ولادت سے پہلے'، دوم 'ولادت'، سوم 'نبوت' چہارم 'ہجرت'، پنجم 'جہاد' اور ششم 'نصرت' ہے۔ اس نظم کے تعلق سے معروف ناقد شمس الرحمٰن فاروقی لکھتے ہیں:

"چندر بھان خیال کی طویل نظم "لولاک" پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ نظم کیا ہے؟ انسان کی عظمت کا صحیفہ اور عشقِ رسولؐ سے لبریز شاعر کے درد مند دل کا آئینہ ہے۔ یہ نظم سیرت کی کتاب بھی ہے، تاریخ انسانی کا ایک زرّیں ورق بھی ہے۔ شاعر کی قادر الکلامی ہر صفحے سے عیاں ہے۔ بعض مشکل جگہوں کو چندر بھان خیال نے اس خوبی سے عبور کیا ہے کہ باید و شاید لیکن فنی طور پر اس کتاب کا سب سے محیر العقل پہلو اس کی ترتیبِ قوافی ہے۔"

[فلیپ کور، لولاک، چندر بھان خیال، نعت ریسرچ سینٹر، انڈیا، 2020]

اس نظم میں چندر بھان خیال نے واقعی کمال کر دکھایا ہے۔ دراصل طویل نظم کو سنبھالنا آسان نہیں تھا۔ یہاں شاعر کی قادر الکلامی اور فنی دسترس کا امتحان ہوتا ہے۔ چندر بھان خیال کی اس نظم کی تخلیق کے پیچھے حضورؐ کے تئیں ان کی عقیدت اور محبت کے علاوہ شاعری کے فن کی باریکیوں سے واقفیت ہے۔ یہ نظم چار مصرعوں کے بند کی شکل میں ہے۔ چار مصرعوں والے بند قطعہ یا رباعی ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں چندر بھان خیال نے ایک تجربہ کیا کہ ہر بند کے آخری مصرعے میں مستعمل ردیف اور قوافی کا استعمال اگلے بند کے دو مصرعوں میں کیا ہے۔ پوری نظم کو پڑھتے ہوئے ایک طرح کی غنائیت اور موسیقی کا احساس ہوتا ہے۔ اوپر سے نعتیہ موضوع، دل دماغ معطر ہو جاتے ہیں، روح میں طہارت اور پاکیزگی سرایت کر جاتی ہے۔ کبھی کبھی چوتھے مصرعے کی تکرار ہوتی ہے۔ جو الگ مزہ دیتی ہے۔ اس نظم میں آپ کو رباعی کی فنکاری بھی ملے گی اور قطعات کا لطف بھی۔ 'لولاک' نظمِ مسلسل کا بھی مزہ دیتی ہے۔ دو بند "نبوت" سے دیکھیں۔

یہ غارِ حرا بھی شاہد ہے انساں کی نئی اونچائی کا
تحقیق کے تیشوں کی گرمی، افکار کی بزم آرائی کا
سینتیس برس کی عمر ہوئی جب تک نیک صفات محمدؐ کی
اس غار میں جا کر بیٹھ گئے اور فکرِ جہاں فرمانے لگے

اور دیکھ کے آپؐ کی محویت خلوت کو پسینے آنے لگے
اس گوشۂ تنہائی کی طرف عرفان کے جلوے جانے لگے
پتھر کے بتوں کو پوجتے ہیں کیوں لوگ جواب آخر کیا ہو
ان خام عقائد کے آگے حق بات نمایاں کیسے ہو

> حضرت محمدؐ جنہوں نے دنیا کو جہالت کے اندھیرے سے باہر نکالنے کا کام کیا اور قرآن پاک کے احکامات پر عمل کر کے دکھایا، دنیا کو زندگی گزارنے کا ایک نظام دیا۔ حق و باطل، سچ اور جھوٹ، عمل اور ردعمل، جنت و جہنم، عذاب و ثواب کے امتیاز سے پردہ اٹھایا۔

پوری نظم میں ایک تسلسل ملتا ہے۔ شاعر نے نظم کو چھ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ ان ابواب اور پوری نظم میں کولاژ تکنیک کا استعمال کیا گیا ہے۔ نظم کا ہر باب اپنے آپ میں مکمل ہے اور دوسرے باب سے منسلک بھی۔ پوری نظم کو جوڑنے میں اس نظم کا موضوع اہمیت کا حامل ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ اردو میں لکھی گئی ایسی نظم ہے جو کولاژ تکنیک میں لکھی گئی ہے۔ جس میں حضورؐ کی زندگی، ان کا اخلاق و کردار، عمل اور ردعمل، قول اور فعل، دشمنوں کے ساتھ آپؐ کا برتاؤ، حق کی وحدانیت کا کامل یقین پر روشنی ڈالی گئی ہے، جو نظم کے مختلف ابواب کے درمیان ربط کا کام بھی کرتے ہیں۔

نظم کے موضوع کا جہاں تک سوال ہے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس کا موضوع سیرتِ نبیؐ ہے۔ جس کے ابواب کو چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا باب "ولادت سے پہلے" ہے۔ اس باب میں حضورؐ سے پہلے عرب کے حالات کا ذکر کیا گیا ہے۔ بتوں کی پوجا، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا چلن، زنا، بدکاری غرض ہر برائی اپنے عروج پر تھی۔ ایسے حالات میں حضورؐ کی آمد۔ جس کا تفصیلی ذکر اگلے باب "ولادت" میں کیا گیا ہے۔ اس باب میں حضورؐ کی ولادت کے ساتھ روشنی کی فتح اور ظلمات کی شکست کا بیان اور بے انتہا خوشی کا ذکر کیا گیا ہے۔

تیسرے باب "نبوت" میں غار حرا میں آپؐ کی عبادت، ریاضت، دنیا جہان کے وجود پر غور و فکر، حضرت جبرائیلؑ کا آنا، قرآن پاک کے نزول کی ابتدا، اسلام کی بشارت اور کفر و اسلام، حق و باطل، علم و جہل کی جنگ اور آہستہ آہستہ اسلام کی اشاعت کا ذکر ہے۔ چوتھے باب "ہجرت" میں مکہ میں مسلمانوں پر تنگ ہوتی زندگی، کافروں کے بے جا ظلم و ستم، حضورؐ کا ہجرت کر کے مدینہ جانے کا فیصلہ، ہجرت کا واقعہ وغیرہ کا تفصیلی بیان موجود ہے۔

چوتھے باب "جہاد" میں شاعر نے حضرت محمدؐ کی اسلام کی اشاعت میں درپیش آنے والے جہاد اور جنگوں کا بیان کیا ہے۔ اس باب میں مختلف جنگوں جیسے جنگ بدر، جنگ احد اور دین کے لیے جہاد کرنے کا ذکر ہے۔ چھٹے باب "نصرت" میں مدینے کے باشندے نصارا قوم کے ذریعہ اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں کردار کو پیش کیا گیا ہے۔ اصل میں مدینے نے اسلام کے فروغ میں غیر معمولی کردار ادا کیا ہے۔ شاعر نے فنی مہارت کے ساتھ اس کا اظہار کیا ہے۔

پوری نظم میں حضورؐ کی حیاتِ مبارکہ، جس نے دنیا میں انقلاب برپا کر دیا، کا بیان ہوا ہے۔ حضرت محمدؐ جنہوں نے دنیا کو جہالت کے اندھیرے سے باہر نکالنے کا کام کیا اور قرآن پاک کے احکامات پر عمل کر کے دکھایا۔ دنیا کو زندگی گزارنے کا ایک نظام دیا۔ حق و باطل، سچ اور جھوٹ، عمل اور ردعمل، جنت و جہنم، عذاب و ثواب کے امتیاز سے پردہ اٹھایا۔ اللہ پورے جہان کا رب ہے، پالنہار، موت و حیات کا مالک ہے۔ وہ ایک ہے اور بے نیاز ہے۔ شاعر نے اپنے مطالعے کو فن کے سانچے میں اس طور ڈھالا ہے کہ یہ نظم اردو قارئین کے لیے خاص بن گئی ہے۔ اس کی خوشبو پورے عالم میں پھیل رہی ہے۔

aslamjamshedpuri@gmail.com

مسلمان خاص برتاؤ کا نہیں، دستور کے مطابق جائز حقوق کا متمنی

علی خان محمودآباد

جائزہ

کچھ روز قبل انتخابات کا پہلا دور ختم ہوا۔ شاید بی جے پی کی اعلیٰ قیادت کو یہ محسوس ہوا ہے کہ نتیجے اس حد تک ان کے موافق نہیں ہوں گے، جتنا وہ چاہتے ہیں، لہٰذا اتوار کے دن وزیراعظم نے راجستھان کے بانسواڑا میں ایک تقریر میں کانگریس پارٹی اور سابق وزیراعظم منموہن سنگھ پر حملہ کرتے ہوئے کہا کہ کانگریس نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہندوستان کی زمین پر سب سے زیادہ مسلمانوں کا حق تھا اور گویا آج بھی کانگریس کا یہی ارادہ ہے۔ تقریر کے کچھ جملے مندرجہ ذیل نقل ہیں:

"پہلی جب ان کی سرکار تھی، اُنہوں نے کہا تھا کہ دیش کی سمپتی پر پہلا ادھیکار مسلمانوں کا ہے۔ اس کا مطلب یہ سمپتی اکٹھا کر کے کس کو بانٹیں گے؟ جن کے زیادہ بچے ہوتے ہیں اُن کو بانٹیں گے، گھس پیٹھیوں کو بانٹیں گے۔ کیا آپ کی محنت کی کمائی کا پیسہ گھس پیٹھیوں کو دیا جائے گا؟ آپ کو یہ منظور ہے؟"

اس سے پہلے گوشت کھانے والوں کی مغل ذہنیت پر تبصرہ کیا گیا تھا، یہ بھی کہا گیا تھا کہ دانش علی کو پارلیمان میں جانے کا حق نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ بھارت ماتا کی جے نہیں کہتے۔ یہ بھی کہا گیا کہ مسلمان عورتوں پر وزیراعظم کا احسان ہے جس کا وہ صدیوں تک چرچا کریں گی۔ یہ تین طلاق قانون کے متعلق کہا گیا۔ اُترپردیش کے وزیراعلیٰ نے لو جہاد اور قصائیوں کی بات کی اور تمام دیگر چھوٹے بڑے بی جے پی کے لیڈروں نے بھی اشتعال انگیز بیانات جاری کیے۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ بی جے پی کا حقیقی چہرہ کون سا ہے؟

ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے انتخابات سے قبل یا انتخابات کے دوران بی جے پی کے مکھوٹے بدل جاتے ہیں۔ 2019 میں بھی شمشان اور قبرستان کی بات کی گئی تھی، ایسی باتیں خاص کر اس وقت ہوتی ہیں جب بی جے پی کی اعلیٰ قیادت اور تجزیہ کاروں کو لگتا ہے کہ الیکشن خطرے میں ہے۔ ایسے مواقع پر بی جے پی کا اصل روپ دکھائی دیتا ہے۔ اگر گزشتہ 10 برسوں کے انتخابات کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ جیت کے بعد یا عام دنوں میں اکثر بی جے پی کی اعلیٰ کمان نے مسلمانوں کو اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کی لیکن یہ واضح ہے کہ یہ محض ایک سیاسی چال ہوتی ہے تاکہ قومی یا بین الاقوامی سطح پر ان پر یہ الزام نہ لگے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ وقتاً فوقتاً اور مصلحتاً بی جے پی نے یہ تاثر دینا چاہا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف نہیں ہے، بلکہ اس مقصد کے لیے بی جے پی نے مسلمانوں میں جگہ بنانے کی کوشش کی۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ وہ مسلمان جو بی جے پی کی حمایت کرتے ہیں، اب کیا کریں اور کیسے لوگوں کو قائل کریں؟

2004 میں آر ایس ایس نے مسلم راشٹریہ منچ قائم کیا۔ امریکہ میں 9/11 کے حملوں کے بعد اور گجرات میں 2002 کے بعد دنیا اس جستجو میں تھی کہ "اچھا" مسلمان مل جائے گو کہ ایک بڑے طبقے نے یہ کہا تھا اور آج بھی کہتا ہے کہ اسلام ایک متشدد مذہب ہے لہٰذا مسلمانوں پر کبھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مغربی ملکوں نے اس تحقیق میں کروڑوں ڈالر لگا دیے اور بعض لوگ اس نتیجے پر پہنچے کہ صوفی اور کچھ دیگر "غیر سیاسی" گروہ قابل بھروسہ ہو سکتے ہیں۔ ہندوستان میں شیعوں کے متعلق بھی طے کیا گیا کہ یہ "اچھے" مسلمان ہو سکتے ہیں۔ 2014 کے بعد بی جے پی نے باقاعدہ صوفیوں اور شیعوں کے بڑے بڑے اجلاس منعقد کیے۔ 2016 میں ورلڈ صوفی فورم کا ایک بین الاقوامی جلسہ منعقد ہوا۔ اس دوران بی جے پی نے مسلمان عورتوں کو بھی متاثر کرنے کی کوشش کی۔ وزیراعظم نے بھی ایک خاموشی اختیار کی گو کہ ان کی پارٹی کے دیگر افراد نے ہندوتو کے ایجنڈے کو اشتعال انگیز تقریروں اور تشدد کے ذریعے زندہ رکھا۔ 2019 میں شہریت ترمیمی قانون جب نافذ کیا گیا تو پھر سے لوگوں کو لگا کہ بی جے پی نہیں بدلی ہے۔ ان احتجاجات نے بلا استثنائے مذہب و ملت مسلمانوں کو متحد کیا۔ پھر کورونا کی وجہ سے عوام اور حکومت کی توجہ وبا کی طرف مرکوز ہوئی۔ اس زمانے میں بھی آپ سب کو "کورونا جہاد" وغیرہ کے الزامات یاد ہوں گے۔ 2022 میں جب اترپردیش میں مسلمانوں کا کم از کم 79 فیصد ووٹ متحد ہو کر بی جے پی کے خلاف سماجوادی پارٹی کو ملا اور یہ واضح ہو گیا کہ ان کی فرقہ وارانہ پالیسی کامیاب نہیں ہوئی تو ایک نیا حربہ اپنایا گیا۔ جولائی 2022 میں حیدرآباد میں وزیراعظم نے پسماندہ مسلمانوں سے ہمدردی جتاتے ہوئے اعلان کیا کہ بی جے پی کے کارندوں اور رہنماؤں کو پسماندہ مسلمانوں کو مرغوب کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ بلدیاتی انتخابات میں 391 مسلمانوں کو بی جے پی کا ٹکٹ بھی دیا گیا لیکن جیسے انور علی صاحب اور دیگر لیڈروں نے کہا کہ پسماندہ مسلمان ہی بی جے پی کے تعصب اور تشدد کا نشانہ بنتے ہیں۔ 2022 کے بعد دہلی اور کرناٹک میں بھی اشتعال انگیز تقریروں کے ذریعے عوام کو بھڑکانے کی کوشش کی لیکن اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ 2014-2024 تک آر ایس ایس اور بی جے پی کے رہنماؤں نے اکثر یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی کہ وہ مسلمانوں کے خلاف نہیں ہیں بلکہ ہمدرد ہیں، کوئی مسلمانوں کے وفود سے ملا تو کسی نے درگاہوں میں چادریں بھجوائی لیکن ایسی علامتی سیاست کا کوئی گہرا اور دیرپا اثر نہیں ہوتا ہے۔

> ہندوستان کا مسلمان کوئی خاص برتاؤ نہیں، بس یہ چاہتا ہے کہ اس کو بھی وہ تمام حقوق ملیں جن کا وعدہ دستور کرتا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جب سیاست کسی ڈر یا کسی گروہ یا قوم یا فرقہ کی ضد میں کی جاتی ہے تو وہ کبھی بھی مثبت سیاست میں تبدیل نہیں ہو پاتی ہے۔

بانسواڑا کی تقریر کے بعد علی گڑھ میں وزیراعظم نے اپنی تقریر میں کہا کہ سعودی ولی عہد سے خاص سفارش کر کے انہوں نے ہندوستان کے حج کوٹے میں اضافہ کروا دیا۔ ممکن ہے راجستھان کی تقریر پر ہنگامے کی وجہ سے نرم پہلو اختیار کیا گیا لیکن سوشل میڈیا کے دور میں ان دو متضاد تقریروں اور پیغامات کو کیسے سمجھا جائے؟ حقیقت تو یہ ہے کہ بی جے پی کی سیاست کی وجہ سے تاریخ میں پہلی بار مسلمان سیاسی طور پر متحد ہو رہے ہیں گو کہ بی جے پی یہ الزام حزب اختلاف پر لگاتی ہے۔ 1937 کے مسلم لیگ اور کانگریس کے الیکشن تک میں مسلمان متحد نہیں تھے۔ آزادی کے بعد حال تک مسلمان کے ووٹ کئی جگہ بٹے ہوئے تھے۔ حد تو یہ ہے کہ بنگال کے مالدہ اُتر میں 2019 میں بی جے پی جیت گئی، باوجود اس کے کہ وہاں مسلمانوں کی آبادی 45 فیصد ہے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ کانگریس اور ٹی ایم سی دونوں نے مسلمان کھڑے کیے تھے۔ جب 2014 میں بی جے پی جیتی تھی تو ہم نے وزیراعظم نریندر مودی کو ایک خط لکھا تھا جو آج بھی ٹائمس آف انڈیا کی ویب سائٹ پر ہے، جس کا عنوان Letter to my Prime Minister ہے۔ اس میں راقم نے یہ لکھا تھا کہ اب اقتدار حاصل کرنے کے بعد ان کو بھی ہندوستانیوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا چاہیے۔ ظاہر ہے اس وقت ہم جانتے تھے کہ ایسا ہونا ناممکن ہے لیکن وہ خط اس لیے لکھا تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ آپ نے کبھی بی جے پی کو موقع نہیں دیا۔ 10 سال ہو گئے ہیں اور آج تشدد اور تعصب عروج پر ہے۔ ہندوستان کا مسلمان کوئی خاص برتاؤ نہیں، بس یہ چاہتا ہے کہ اس کو بھی وہ تمام حقوق ملیں جن کا وعدہ دستور کرتا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جب سیاست کسی ڈر یا کسی گروہ یا قوم یا فرقہ کی ضد میں کی جاتی ہے تو وہ کبھی بھی مثبت سیاست میں تبدیل نہیں ہو پاتی ہے۔

bilehra@gmail.com

آئینہ

ایک ادنیٰ کو کر دیتی ہے اعلیٰ اکثر
اور مغرور کا دم کھینچ دیا کرتی ہے
ووٹ کی چوٹ سے ہی ڈرتے ہیں سارے لیڈر
ووٹ کی چوٹ خطرناک ہوا کرتی ہے

ارشد ندیم

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

انتخابی عمل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں

مکرمی!

اداریہ 'پولنگ میں کم ہوتا رجحان' کے سلسلہ میں عرض ہے کہ فی الوقت ملک میں جاری پارلیمانی انتخابات کے پہلے مرحلہ میں پولنگ فیصد میں غیر معمولی کمی، انتخابات میں عوامی عدم دلچسپی کی غماز ہے جس کے لیے سیاسی جماعتیں ہی ذمہ دار ہیں کیونکہ دوران الیکشن یہ پارٹیاں ووٹرس کو وعدوں کے سبز باغات کی سیر کراتی ہیں اور سادہ لوح ووٹرس کو اپنے حق میں ووٹ ڈالنے پر آمادہ کرنے میں کامیاب بھی ہو جاتی ہیں لیکن حصول مقصد کے بعد یہ وعدے ٹھنڈے بستے میں ڈال دیے جاتے ہیں اور یہ صورتحال کسی ایک پارٹی پر موقوف نہیں بلکہ سب کا حال یکساں ہے۔ اگر سیاسی جماعتیں اور ان کے لیڈران اپنے حریفوں میں نقص بینی کرنے کے بجائے اپنے انتخابی منشوروں سے عوام کو متاثر کرنے میں کامیاب ہوں اور وعدہ خلافی سے احتراز کریں تو شاید اس صورت حال کا سامنا کرنا نہ پڑے۔ بہرنوع، فاتح و برسر اقتدار جماعت یا جماعتوں کا اپنے انتخابی وعدوں اور ایجنڈے کی تکمیل کرنا پہلی جمہوری شرط ہے۔ علاوہ ازیں مسخ شدہ عوامی شبیہ کے حامل امیدواروں کو الیکشن ٹکٹ دیا جانا بھی انتخابات میں عوام کی عدم دلچسپی کی ایک بڑی وجہ نظر آتی ہے۔ لہٰذا، امید کی جانی چاہیے کہ آئندہ باقی مراحل انتخابات میں عوام کا رجحان اپنے اس اہم ترین جمہوری فرض کی ادائیگی کی جانب مائل رہے گا اور وہ انتخابی عمل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔

اظہر علی خاں
شرافت منزل، کوتوالان، رامپور-1

الیکشن کا دوسرا مرحلہ

مکرمی!

گزشتہ 19/اپریل 2024 کو پہلے مرحلے کی 102 سیٹوں کے لیے صبح آٹھ بجے سے الیکشن کی شروعات ہوئی اور لوگوں نے اپنے ووٹ کے استعمال کی پوری کوشش کی اور موجودہ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان سخت مقابلہ کی امید دیکھی گئی لیکن اس بار دیکھنا ہے کہ لوگ اپوزیشن کو موقع دیتے ہیں یا مودی کی گارنٹی پر بھروسہ کرتے ہوئے تیسری بار بھی مودی کو اقتدار تک پہنچاتے ہیں، یہ کہنا ابھی قبل از وقت ہوگا جبکہ ان 10 سالوں میں لوگوں نے موجودہ حکومت کی نوٹ بندی، جی ایس ٹی، انتخابی بونڈ اسکیم اور پی ایم کیئر جیسے کئی مدعوں کو اپنے دماغ میں بسائے رکھا ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ حکومت کو ان مدعوں کے ذریعے ان کے کار خیر کو یاد دلانا چاہیے اور حکومت کے وعدے جو پورے نہیں ہوئے ان کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ کس طرح ہر سال 2 کروڑ روزگار کی بات اور 15 لاکھ روپے اکاؤنٹ میں آنے والے تھے جو دس 10 سال ہو گئے ابھی تک نہیں آئے۔ اب تو لوگ کہنے لگے ہیں کہ مندر کا گھنٹا بجانے سے پیٹ بھرنے والا نہیں ہے۔ ہمیں روزگار چاہیے۔ ہمیں مندر مسجد سے کوئی لینا دینا نہیں۔ ہم کو روزگار چاہیے ہم کب تک مندر مسجد اور ہندو مسلم کے نام پر لڑتے اور مرتے رہیں گے؟ کبھی تو دماغ کا استعمال کرنا ہوگا؟ پہلے مرحلے کے الیکشن کے بعد دوسرے مرحلے کے الیکشن کی تیاری ہے اور آنے والے 26/اپریل 2024 بروز جمعہ کو دوسرے مرحلے کے لیے ووٹ ڈالے جائیں گے۔ باقی پانچ مراحل بچے ہیں، اس میں ہر کوئی اپنی جیت کا دعویٰ کر رہا ہے جبکہ آنے والے 4/جون 2024 کو معلوم ہوگا کہ کس پارٹی کی حکومت بننے جا رہی ہے اور کس کو اقتدار سے باہر کا راستہ دیکھنا پڑ رہا ہے؟ دوسرے مرحلے کے الیکشن سے پہلے اپوزیشن اتحاد "انڈیا" نے رانچی میں مہا ریلی کا انعقاد کیا جس میں کافی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور "انڈیا" کی باتوں کو غور سے سنا اور اپوزیشن اتحاد نے لوگوں کو اس بات پر ابھارا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے ووٹ کا استعمال کریں اور مودی حکومت کو اقتدار سے بے دخل کرنے کی کوشش کریں اور یہ بھی کہا کہ آنے والے 4/جون 2024 کو انڈیا اتحاد مضبوطی کے ساتھ اپنی حکومت بنانے جا رہا ہے۔ سنجے سنگھ، تیجسوی یادو، بھگوت مان، فاروق عبداللہ، اکھلیش یادو، ملکارجن کھرگے کے علاوہ اسٹیج اتحادیوں سے بھرا ہوا تھا اور سب نے عوام سے بی جے پی حکومت کے خلاف ووٹ کرنے کی اپیل کی اور بے روزگاری و مہنگائی کی بات کر کے عوام کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ عوام سے کہا کہ وہ مودی کے جھوٹے وعدے میں نہ آئیں بلکہ اپوزیشن اتحاد "انڈیا" کو ووٹ کریں، اسی میں ان کی بھلائی اور ملک کی بھلائی ہے۔ واضح ہو کہ دوسرے مرحلے کے لیے 26/اپریل کو ووٹ ڈالے جائیں گے۔

ابوفرحان عبدالواحد بلرامپوری– چمن وہار، لونی، غازی آبادی

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر و پبلشر **ضیاء قادری** نے ہندوستان میڈیا وینچرس لمیٹڈ پریس، موضع دریاپور، پولیس اسٹیشن شاہ پور، داناپور ضلع پٹنہ میں چھپوا کر اور 4 چھوتھی منزل سہارا انڈیا ویہار، بورنگ روڈ۔ پٹنہ سے شائع کیا
For Sahara India Mass Communication Printed & Published by **Zia Qadri**, Printed at Hindustan Media venturs Ltd Press, Village Darya pur, Shahpur, Danapur, Patna Bihar and Published from 4th Floor, Sahara india Vihar, Boring Road, Patna
Editor & Group Editor: **Abdul Majid Nizami** (editor.nizami@gmail.com) Resident Editor: **S.M. Irshad Alam** (smirshadalam1@gmail.com) *For Editorial/News: rsahara1@gmail.com ■ ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: عبدالماجد نظامی ■ ریزیڈنٹ ایڈیٹر: ایس ایم ارشاد عالم
Advertisement (National): ■ 0-9891773434,9899452476 Email: adsahara@gmail.com
R.E.6200553375 roznamapatna@gmail.com 9835449463/7367026753: شعبہ اشتہارات 7463861234: سرکولیشن
* اس شمارہ میں شامل شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار R.N.I. No.BIHURD/2006/18599 ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA (PATNA) شمارہ نمبر: 6006 سال: 17
○ حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں